قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 05 اپریل 2022ء | 03 رمضان 1443 ہجری قمری | 05 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:82

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہو جاتی ہے اور وہاں شر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

(کنزالعمال۔ ادب المعبر الفصل الثانی فی آداب البیت والبناء حدیث نمبر 41496 مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

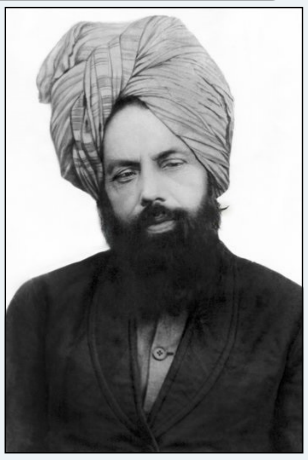

’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

’’قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارِیٍٔ یَّلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے۔ اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(البقرہ: 122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’آجکل ماشاء اللہ جہاں رمضان کی وجہ سے مسجدوں میں درسوں کے سننے اور پھر اس کا مختصر ترجمہ اور تفسیر یا اہم مقامات کی وضاحت سننے کا موقع میسر ہوتا ہے جس سے بڑے شوق کے ساتھ بہت سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر نماز تراویح میں قرآن کریم کا دور مکمل ہو رہا ہوتا ہے اور خاصی تعداد اس سے بھی فائدہ اٹھاتی ہے، وہاں گھروں میں بھی قرآن کریم پڑھنے، اس کی تلاوت کرنے اور بعض کو اس کا ترجمہ پڑھنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ عموماً ماشاء اللہ! اکثر احمدی گھروں میں رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف خاص توجہ ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو رمضان کی وجہ سے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی مومن عمومی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے قرآن کریم کو جیسا کہ ہم جانتے ہیں رمضان سے ایک خاص نسبت ہے۔ اس کا نزول اس مہینے میں شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے حضور مناجات کو خدا تعالیٰ نے سنا اور اپنی رحمت کے دروازے کھولے اور دنیا کو گند اور شرک میں پڑا ہوا دیکھ کر بے چین اور بیزار ہونے والے وجود کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے آخری شرعی کتاب دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور پھر 23 سال کے لمبے عرصہ تک یہ شریعت اترتی رہی اور جبریل آپؐ کے پاس ہر رمضان میں اس وقت تک کے نازل شدہ قرآن کا ایک دَور مکمل کرواتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے سال (جس سال آپؐ کا وصال ہوا) اس سال کا جو رمضان تھا، اس سال میں جبکہ شریعت مکمل اور کامل ہو چکی تھی جبریل نے دو دفعہ قرآن کریم ختم کروایا۔ پس یہ سنّت ہے جس کو مومن جاری رکھتے ہیں۔ اور کم

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- ماہِ رمضان مَرْحَبًا (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- دُعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
- خدا کے پیارے نبی حضرت صالحؑ کی کہانی
- آنحضورؐ کے معاشرتی اخلاق
- رمضان کی اہمیت اور عبادات
- رمضان اور والدین
- بین المذاہب سمپوزیم
- یوم مصلح موعود

دربارِ خلافت

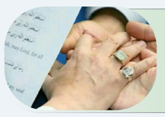

یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاص طور پر پڑھا کرتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس وقت مَیں دو قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دعائیں ان آیات میں ہیں۔ ہم پڑھتے بھی ہیں۔ بہت سے جانتے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک دعا ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ: 202) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس دنیا میں بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت میں بھی۔

یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاص طور پر پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ حدیث 6389)

اور صحابہ کو بھی اس طرف توجہ دلائی اور صحابہ بھی خاص توجہ سے پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 صفحہ 52 کتاب الدعا باب من کان یحب... حدیث 3 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک وقت میں جماعت کے افراد کو یہ کہا تھا کہ خاص طور پر ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد جب کھڑے ہوتے ہیں تو اس میں یہ دعا پڑھا کریں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 6 ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی خاص طور پر اس دعا کی طرف اپنے ایک خطبہ میں بلکہ مختلف خطبات میں توجہ دلائی اور جماعت کو پڑھنے کی تلقین فرمائی اور اس کی تفسیر بھی بیان فرمائی۔ پس اس دعا کی بہت اہمیت ہے۔

ویسے تو ہر دَور اور ہر وقت کے لئے یہ دعا ہے لیکن آجکل خاص طور پر جب دنیا میں ہر طرف فتنہ و فساد کا دَور دَورہ ہے یہ دعا خاص طور پر ہمیں پڑھنی چاہئے۔ حَسَنَہ کا مطلب ہے کہ نیکی اور اچھائی، فائدہ جس میں کوئی برائی اور نقصان نہ ہو، ایسا کام ہو جس کا ہر پہلو سے اچھا نتیجہ نکلتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔ احمدیوں کے لئے تو بعض مسلمان ملکوں میں بحیثیت احمدی بھی ایسے حالات ہیں کہ اس دعا کے پڑھنے کی خاص طور پر ضرورت ہے۔ مخالفینِ احمدیت چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہر نعمت سے احمدی کو محروم کر دیا جائے۔ حتی کہ اُسے اُس کے جینے کے حق سے بھی محروم کر دیا جائے۔ ایسے میں یہ دعا کہ اے اللہ! ہمیں دنیاداروں کے سارے منصوبوں کے مقابلے میں اس طرح سنبھال لے کہ یہ جو تیری ہر قسم کی حَسَنَہ سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں، ہم ان کو تیرے فضلوں کی وجہ سے حاصل کرنے والے بن جائیں۔ ہمارے دنیا کے اعمال بھی تیری رضا کے حصول کی وجہ سے ہمیں آخرت کی حَسَنَہ سے بھی نوازنے والے ہوں۔ اور ہر عمل جو ہم یہاں دنیا میں کرتے ہیں وہ تیری رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ دشمن ہمارے کاروباروں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ہمیں ایسے طریق پر حَسَنَہ سے نواز کہ دشمن کے تمام منصوبے ناکام ہو جائیں۔ وہ ہمیں ایمان سے پھیرنے کے لئے ہمارے رزق ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ہمیں ایسے طریق سے حَسَنَہ سے نواز کہ پہلے سے بڑھ کر طیب اور حلال رزق میں حاصل ہو۔ ہمارے ہمسائے ایسے ہوں جو ہمیں دکھ دینے والے نہ ہوں۔ ہمارے محلہ دار ایسے ہوں جو ہمیں دکھ دینے والے نہ ہوں۔ ہمارے شہروں کو ہمارے لئے حَسَنَہ بنا دے۔ ہمارے ملک کو ہمارے لئے حَسَنَہ بنا دے۔ ہمارے خلاف کاروائیاں کرنے والوں کے شرور جو ہیں اُن کی طرف پلٹ جائیں۔ ہمارے حاکموں کو ایسا بنا دے جو رحم دل ہوں، تقویٰ سے کام لینے والے ہوں، انصاف کرنے والے ہوں۔ بعض ملکوں میں، مسلمان ملکوں میں آجکل ہم دیکھ رہے ہیں کئی جگہ حاکم ہی ہیں، حکمران ہی ہیں جو عوام کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں۔ ماتحتوں کے حق ادا کرنے والے حاکم ہوں، افسر ہوں۔ اور پھر موجودہ حاکم تیرے نزدیک اصلاح کے قابل نہیں تو ایسے حاکم دے جو ان خوبیوں کے مالک ہوں تا کہ اُن کے ذریعہ سے ہمیں جو دنیا کے فوائد ملنے ہیں وہ حَسَنَہ ہوں۔ ہر فائدہ ایسا ہو جو تیری رضا حاصل کرنے والا ہو۔ پھر دوست ہوں تو ایسے ہوں جو خیر خواہ ہوں، محبت کرنے والے ہوں، دکھوں میں کام آنے والے ہوں، نیکیوں کا جواب نیکیوں سے دینے والے ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

پاکستان میں آجکل بیشک ایک طبقہ مولویوں کے پیچھے لگ کر احمدیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ایک بہت بڑا حصہ ایسا بھی ہے جو دوستی کا حق نبھانے والے بھی ہیں۔ ہم ہر پاکستانی کو برا نہیں کہہ سکتے۔ یا مختلف ملکوں میں جہاں جماعت کی مخالفت ہے ہر شخص کو بُرا نہیں کہہ سکتے۔ ایسے لوگ ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا جو دوستی کا حق نبھانے والے ہیں، ہمدرد ہیں، خیر خواہ ہیں، مشکل اور مصیبت میں کام آنے والے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک احمدی نے جو پاکستان میں اغوا ہو گئے تھے، مجھے خط میں بتایا کہ اغوا کرنے والوں نے اُن سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا اور جس کا انتظام فوری طور پر ممکن نہیں تھا۔ اُن کے بھائی کوشش کرتے رہے لیکن جتنی رقم اغوا کرنے والے مانگ رہے تھے وہ انتظام نہیں ہو رہا تھا اور اُن میں جرأت اتنی ہے، اُن کو پتہ ہے قانون ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ انہوں نے کہا اچھا ایک خاص رقم اتنی ہمیں ادا کر دو، باقی کی ضمانت دو۔ اور ضمانت بھی کسی احمدی کی نہیں ہوسکتی۔ تو ان کے غیر احمدی دوست نے ان کی ضمانت دی جس کی وجہ سے اُن کی رہائی عمل میں آئی۔ اب اس غیر احمدی دوست نے بھی اپنی زندگی کو داؤ پر لگا لیا۔ اُن اغواکنندگان نے اب جو رقم لینی ہے ان کے ذریعہ سے لینی ہے۔ تو ایسے بھی لوگ ہیں جو احمدیوں کی خاطر قربانیاں کرنے والے ہیں۔ اس ماحول میں رہنے کے باوجود جو آجکل وہاں بنا ہوا ہے، نیکی کرنے والے لوگ ہیں، دوستی کا حق نبھانے والے ہیں۔ دہشت گردوں اور مُلّاؤں کے خلاف ہیں۔

(خطبہ جمعہ 8/ مارچ 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ماہِ رمضاں مَرحَبا

لایا ہے پیغامِ بخشش ماہِ رمضاں، مَرحَبا
نذر کرتی ہوں تجھے اپنے دل و جاں، مَرحَبا

رحمتوں کی بارشوں کا موسمِ فرحت نواز
ہو مبارک خلق کو اِصلاحِ ایماں، مَرحَبا

اس مہینے میں دیا رب نے ہمیں منشورِ دیں
نسخہ ہائے زندگی اُترا ہے قرآں، مَرحَبا

مانگ سکتا ہے تو ناداں! مانگ لے باغِ ارم
ہے قریبِ ہر رگِ جاں شانِ یزداں، مَرحَبا

روزہ داروں کو وہ دے گا اپنے دستِ خاص سے
بانٹ دے گا رحمتوں کو ساری رحماں، مَرحَبا

رب کا ہے احسان بشریٰ! یہ مبارک ہر گھڑی
ہے سراپا برکتوں کا ماہِ رمضاں، مَرحَبا

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 38

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

قرآنِ شریف کو سورۃ فاتحہ سے شروع کر کے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ (الفاتحۃ: 7) پر ختم کیا ہے، لیکن جب ہم مسلمانوں کے معتقدات پر نظر کرتے ہیں، تو دجّال کا فتنہ اُن کے ہاں عظیم الشان فتنہ ہے اور یہ ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ دجّال کا ذکر ہی بھول گیا ہو۔نہیں، بات اصل یہ ہے کہ دجّال کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں نے دھوکا کھایا ہے۔سورۃ فاتحہ میں جو دو فتنوں سے بچنے کی دعا سکھائی ہے اوّل غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ،غیرالمغضوب سے مراد باتفاق جمیع اہلِ اسلام یہود ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت امت پر آنے والا ہے جبکہ وہ یہود سے تشابہ پیدا کرے گی اور وہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے۔ جبکہ اس کے انکار اور کفر پر اسی طرح زور دیا جائے گا جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے کفر پر یہودیوں نے دیا تھا۔غرض اس دعا میں یہ سکھایا گیا کہ یہود کی طرح مسیح موعود کی توہین اور تکفیر سے ہم کو بچا اور دوسرا عظیم الشان فتنہ جس کا ذکر سورۃ فاتحہ میں کیا ہے اور جس پر سورۃ فاتحہ کو ختم کر دیا ہے وہ نصاریٰ کا فتنہ ہے جو وَلَا الضَّآلِّیۡنَ میں بیان فرمایا ہے اب جب قرآن شریف کے انجام پر نظر کی جاتی ہے تو وہ بھی ان دونوں فتنوں کے متعلق کھلی کھلی شہادت دیتا ہے۔مثلاً غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ کے مقابل میں سورۃ تَبَّتۡ یَدَا ہے۔ مجھے بھی فتویٰ کفر سے پہلے یہ الہام ہوا تھا۔اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡ کَفَّرَ۔ اَوۡقِدۡ لِیۡ یَاھَامَانُ لَعَلِّیۡۤ اَطَّلِعُ عَلٰۤی اِلٰہِ مُوۡسٰی وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الۡکَاذِبِیۡنَ۔تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ مَا کَانَ لَہٗۤ اَنۡ یَّدۡخُلَ فِیۡہَاۤ اِلَّا خَآئِفًا وَمَاۤ اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ۔ یعنی وہ زمانہ یاد کر کہ جبکہ مُکَفِّر تجھ پر تکفیر کا فتویٰ لگائے گا۔ اور اپنے کسی حامی کو جس کا لوگوں پر اثر پڑ سکتا ہو کہے گا کہ میرے لیے اس فتنہ کی آگ بھڑکا۔ تا میں دیکھ لوں کہ یہ شخص جو موسیٰ کی طرح کلیم اللہ ہونے کا مدّعی ہے۔ خدا اس کا معاون ہے یا نہیں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس میں دخل دیتا، مگر ڈر ڈر کر۔ اور جو رنج تجھے پہنچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔

غرض سورۃ تبت میں غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے اور وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کے مقابل قرآن شریف کے آخر میں سورۃ اخلاص ہے۔ اور اس کے بعد کی دونوں سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس ان دونوں کی تفسیر ہیں۔ ان دونوں سورتوں میں اس تیرہ و تار زمانہ سے پناہ مانگی گئی ہے جبکہ مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگا کر مغضوب علیہم کا فتنہ پیدا ہو گا اور عیسائیت کی ضلالت اور ظلمت دنیا پر محیط ہونے لگے گی۔ پس جیسے سورۃ فاتحہ میں جو ابتدائے قرآن ہے۔ ان دونوں بلاؤں سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کے آخر میں بھی ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم کی۔ تا کہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ اوّل با آخر نسبتے دارد۔

سورۃ فاتحہ میں جو اِن فتنوں کا ذکر ہے وہ کئی مرتبہ بیان کیا ہے مگر قرآن شریف کے آخر میں جو اِن فتنوں کا ذکر ہے وہ بھی مختصر طور پر سمجھ لو اَلضَّآلِّیۡنَ کے مقابل آخری تین سورتیں ہیں۔ اصل تو قُلۡ ھُوَاللّٰہُ ہے اور باقی دونوں سورتیں اس کی شرح ہیں۔ قُلۡ ھُوَاللّٰہُ کا ترجمہ یہ ہے کہ نصاریٰ سے کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

پھر سورۃ الفلق میں اس فتنہ سے بچنے کے لیے یہ دعا سکھائی قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ یعنی تمام مخلوق کے شرّ سے اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو ربّ الفلق ہے یعنی صبح کا مالک ہے یا روشنی ظاہر کرنا اسی کے قبضہ و اقتدار میں ہے۔ ربّ الفلق کا لفظ بتاتا ہے کہ اس وقت عیسائیت کے فتنہ اور مسیح موعود کی تکفیر اور توہین کے فتنہ کی اندھیری رات احاطہ کر لے گی اور پھر کھول کر کہا کہ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور میں اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور مسیح موعود کے انکار کے فتنہ کی شبِ تار ہے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر لکھا وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ اور میں ان زنانہ سیرت لوگوں کی شرارت سے پناہ مانگتا ہوں جو گنڈوں پر پھونکیں مارتے ہیں۔

گرہوں سے مراد وہ معضلات اور مشکلات شریعتِ محمدیہ ہیں۔ جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہیں اور ان کو ایک پیچیدہ صورت میں پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں اور یہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو پادری اور ان کے دوسرے پس خوردہ کھانے والے اور دوسرے وہ ناواقف اور ضدّی مُلاں ہیں جو اپنی غلطی کو تو چھوڑتے نہیں اور اپنی نفسانی پھونکوں سے اس صاف دین میں اور بھی مشکلات پیدا کر دیتے ہیں اور زنانہ خصلت رکھتے ہیں کہ خدا کے مامور و مرسل کے سامنے آتے نہیں۔ پس ان لوگوں کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں اور ایسا ہی ان حاسدوں کے حسد سے پناہ مانگتے ہیں اور اس وقت سے پناہ مانگتے ہیں جب وہ حسد کرنے لگیں۔

اور پھر آخر سورۃ میں شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم فرمائی ہے جیسے سورۃ فاتحہ کو اَلضَّآلِّیۡنَ پر ختم کیا تھا۔ ویسے آخری سورۃ میں خنّاس کے ذکر پر ختم کیا تا کہ خنّاس اور اَلضَّآلِّیۡنَ کا تعلق معلوم ہو۔ اور آدم کے وقت میں بھی خنّاس جس کو عبرانی زبان میں نحاش کہتے ہیں جنگ کے لیے آیا تھا اس وقت بھی مسیح موعود کے زمانہ میں جو آدم کا مثیل بھی ہے۔ضروری تھا کہ وہی نحاش ایک دوسرے لباس میں آتا اور اسی لیے عیسائیوں اور مسلمانوں نے باتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ میں آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان لڑائی ہو گی، جس میں شیطان ہلاک کیا جاوے گا۔ اب ان تمام امور کو دیکھ کر ایک خدا ترس آدمی ڈر جاتا ہے کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہیں جو خدا نے جمع کر دیے ہیں۔ کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے وَلَا الضَّآلِّیۡنَ پر سورۃ فاتحہ جو قرآن کا آغاز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر میں وہ سورتیں رکھیں جن کا تعلق سورۃ فاتحہ کے انجام سے ہے۔ ادھر مسیح اور آدم کی مماثلت ٹھہرائی اور مجھے مسیح موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرا نام رکھا۔

یہ باتیں معمولی باتیں نہیں ہیں۔ یہ ایک علمی سلسلہ ہے جس کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا، کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 28-31، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر حقوق

کفار کے تتبّع پر تو تصویر ہی جائز نہیں۔ ہاں نفس تصویر میں حُرمت نہیں بلکہ اُس کی حُرمت اضافی ہے، اگر نفس تصویر مفسد نماز ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا پھر روپیہ پیسہ نماز کے وقت پاس رکھنا مفسد نہیں ہوسکتا؟ اس کا جواب اگر یہ دو کہ روپیہ پیسہ کا رکھنا اضطراری ہے تو میں کہوں گا کہ کیا اگر اضطرار سے پاخانہ آ جاوے تو وہ مفسد نماز نہ ہو گا اور پھر وضو کرنا نہ پڑے گا؟

اصل بات یہ ہے کہ تصویر کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس سے کوئی دینی خدمت مقصود ہے یا نہیں۔ اگر یوں ہی بے فائدہ تصویر رکھی ہوئی ہے اور اس سے کوئی دینی فائدہ مقصود نہیں تو یہ لغو ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (المؤمنون: 4) لغو سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے، اس لیے اس سے بچنا چاہئے لیکن ہاں اگر کوئی دینی خدمت اس ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہو تو منع نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ علوم کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

مثلاً ہم نے ایک موقعہ پر عیسائیوں کے مثلّث خدا کی تصویر دی ہے جس میں روح القدس بشکل کبوتر دکھایا گیا ہے اور باپ اور بیٹے کی بھی جدا جدا تصویر دی ہے۔ اس سے ہماری یہ غرض تھی کہ تا تثلیث کی تردید کر کے دکھائیں کہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے جو حیّ و قیّوم۔ ازلی وابدی غیر متغیر ہے اور تجسّم سے پاک ہے۔ اس طرح پر اگر خدمتِ اسلام کے لیے کوئی تصویر ہو تو شرع کلام نہیں کرتی کیونکہ جو امور خادم شریعت ہیں ان پر اعتراض نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس کُل نبیوں کی تصویریں تھیں۔ قیصر روم کے پاس جب صحابہ گئے تھے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اس کے پاس دیکھی تھی۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ نفس تصویر کی حُرمت نہیں بلکہ اس کی حُرمت اضافی ہے جو لوگ لغو طور پر تصویریں رکھتے اور بناتے ہیں وہ حرام ہیں۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جائز طریق پر اسے حلال ٹھہراتی ہے۔ روزہ ہی کو دیکھو رمضان میں حلال ہے لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنّفس حرام ہوتی ہے، ایک بالنسبت۔ جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو یا کہیں کا۔ سفید ہو یا سیاہ، چھوٹا ہو یا بڑا، ہر ایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسبِ حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہو گا۔ بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے۔ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

ایک خونی ہے اگر اس کی تصویر اس غرض سے لے لیں کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے تو یہ نہ صرف جائز ہو گی بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر بھیجتا ہے تو اس کو اگر کہا جاوے کہ حرام کام کیا ہے تو یہ کہنا موذی کا کام ہے۔

یاد رکھو اسلام بُت نہیں ہے بلکہ زندہ مذہب ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ناسمجھ مولویوں نے لوگوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

آنکھوں میں ہر شے کی تصویر بنتی ہے۔بعض پتھر ایسے ہیں کہ جانور اُڑتے ہیں توخودبخود اُن کی تصویر اتر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام مصوّر ہے یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ (اٰلِ عمران: 7) پھر بلا سوچے سمجھے کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔ اصل بات یہی ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حُرمت غیر حقیقی ہے کسی محل پر ہوتی ہے اور کسی پر نہیں۔غیر حقیقی حُرمت میں ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر نیت شرعی ہے تو حرام نہیں ورنہ حرام ہے۔

حدیثوں ہی پر تکیہ نہ کرلو۔ اگرقرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرتے ہو تو پھر گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہو کہ کیوں انہوں نے احادیث کو خود جمع نہیں کرایا، کیونکہ آپؐ نے کوئی حکم احادیث کے جمع کرنے کو نہیں فرمایا حالانکہ قرآن شریف کو آپؐ خود لکھواتے اور سناتے تھے۔بعض صحابہ نے احادیث کو اپنے طور پر جمع کیا، لیکن آخر انہوں نے جلا دیا۔ جب سبب دریافت کیا تو یہی بتایا کہ آخر راویوں سے سُنی ہیں ممکن ہے ان میں کمی بیشی ہوئی ہو۔ اپنے ذمہ کیوں بوجھ لیں۔ پس قرآن کو مقدم کرو اور حدیث کو قرآن پر عرض کرو حکم نہ بناؤ۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 32-34، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادتِ الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی، مگر تم خواہ نخواہ اُن پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (الزّخرف: 36) اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 82، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

جب بالکل حد ہی ہو جاتی ہے تو پھر لَا یَخَافُ عُقۡبٰھَا خدا کی شان ہوتی ہے پلیدوں کے عذاب پر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ اُن کی بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا اور صادقوں اور راستبازوں کے لیے کَانَ اَبُوۡھُمَا صَالِحًا کی رعایت کرتا ہے۔حضرت موسیٰؑ اور خضر کو حکم ہوا تھا کہ ان بچوں کی دیوار بنادو اس لیے کہ اُن کا باپ نیک بخت تھا۔ اور اس کی نیک بختی کی خدا نے ایسی قدر کی کہ پیغمبر راج مزدور ہوئے، غرض ایسا تو رحیم کریم ہے، لیکن اگر کوئی شرارت کرے اور زیادتی کرے تو پھر بہت بُری طرح پکڑتا ہے۔ وہ ایسا غیور ہے کہ اس کے غضب کو دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہے۔ دیکھو لُوط کی بستی کو کیسے تباہ کر ڈالا۔

اس وقت بھی دنیا کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے تم بہت اچھے وقت آ گئے ہو اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو بدلا لو۔ اپنے اعمال میں اگر کوئی انحراف دیکھو تو اُسے دور کرو۔تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے۔ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ظالم ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 62، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ خدا کہے گا کہ میں بھوکا تھا مجھے کھانا نہ دیا۔ یا میں ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا مجھے پانی نہ دیا۔ وہ کہیں گے کہ یا ربّ العالمین کب؟ وہ فرمائے گا۔ فُلاں جو میرا حاجتمند بندہ تھا اس کو دینا ایسا ہی تھا جیسا مجھ کو۔ اور ایسا ہی ایک شخص کو کہے گا کہ تو نے روٹی دی کپڑا دیا۔ وہ کہے گا کہ تُو تو ربُّ العالمین ہے تو کب گیا تھا کہ میں نے دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں بندہ کو دیا تھا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 65 سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

دیکھو اب کام تم کرتے ہو۔ اپنی جانوں اور اپنے کنبہ پر رحم کرتے ہو۔ بچوں پر تمہیں رحم آتا ہے۔جس طرح اب ان پر رحم کرتے ہو۔ یہ بھی ایک طریق ہے کہ نمازوں میں ان کے لیے دعائیں کرو۔ رکوع میں بھی دعا کرو پھر سجدہ میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو پھیر دے اور عذاب سے محفوظ رکھے۔ جو دعا کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ یہ کبھی ممکن نہیں کہ دعائیں کرنے والا غافل پلید کی طرح مارا جاوے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کبھی پہچانا ہی نہ جاوے۔ وہ اپنے صادق بندوں اور غیروں میں امتیاز کر لیتا ہے۔ ایک پکڑا جاتا ہے۔ دوسرا بچایا جاتا ہے۔غرض ایسا ہی کرو کہ پورے طور پر تم میں سچا اخلاص پیدا ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 66، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از کم ایک یا دو دفعہ رمضان میں قرآن کریم کا دور مکمل کرتے ہیں، ختم کرتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ اور جن کو توفیق ہو وہ دو دفعہ سے زیادہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔لیکن اتنی جلدی بھی نہیں پڑھنا چاہئے کہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو اہل زبان تھے، عرب تھے ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ بھی نہیں سمجھا۔‘‘

(ترمذی۔ ابواب القراءات۔ باب ما جاء انزل القرآن علی سبعة أحرفٍ)

ایک روایت میں سات دن کا بھی ذکر آتا ہے۔ تو صحابہؓ کی بھی جو اپنی استعداد تھی اس کے مطابق آپؐ حکم دیا کرتے تھے، ارشاد فرمایا کرتے تھے، نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال بنیادی مقصد یہی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرو، اس کے مطالب پر غور کرو، اس کی تعلیمات پر غور کرو۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔ اگر اس طرح قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر رہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔صحابہ نے اس نکتے کو خوب سمجھا کہ قرآن کریم کو کس طرح پڑھنا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تلاوت کا حق ادا کرنے کی گواہی دی۔ جیسا کہ اس آیت میں جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی ایسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو درحقیقت اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 21/ اکتوبر 2005ء)

آج کی دعا

رَبِّ اَخِّرۡ وَقۡتَ ھٰذَا

(تذکرہ صفحہ 518، ایڈیشن چہارم 2004ء)

ترجمہ: اے میرے خدا! یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے اس کا وقت کچھ پیچھے ڈال دے۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلزلوں (آفات) سے حفاظت کے لئے الہامی دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زلزلوں اور آفات سے حفاظت کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہر احمدی کو ان آفات سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے پناہ مانگنی چاہئے۔ جو دعائیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے ذریعہ پہنچی ہیں وہ بھی مانگیں اور اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگیں۔ استغفار بھی بہت کثرت سے کرنی چاہئے۔ اپنی قوم کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایسی حالت میں دعا کرنے کا جو طریق سکھایا ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ

جماعت کے سب لوگوں کو چاہئے (اُس وقت کے زلزلے کی کیفیت کی یہ دعا آپؑ نے بتائی ہے) کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔ توبہ و استغفار کریں اور تمام شکوک و شبہات کو دور کر کے اور اپنے دلوں کو پاک و صاف کر کے دعاؤں میں لگ جائیں اور ایسی دعا کریں کہ گویا مر ہی جائیں تا کہ خدا ان کو اپنے غضب کی ہلاکت کی موت سے بچائے۔ بنی اسرائیل جب گناہ کرتے تھے تو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کرو۔ اب اس اُمّت مرحومہ سے وہ حکم تو اٹھایا گیا ہے مگر یہ اس کی بجائے ہے کہ دعا ایسی کرو کہ گویا اپنے آپ کو قتل ہی کر دو۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 256 جدید ایڈیشن)

(خطبہ جمعہ 14 اکتوبر 2005ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 3 صفحہ: 620-621)

مرسلہ: مریم رحمٰن

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

(قسط 2)

دُعا کرنے سے پہلے اِنسان کولازم ہے کہ اپنے اعتقاد، اعمال پر نظر کرے

یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد۔ اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں۔ جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ کا تقدّم اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) پر جو کلمۂ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔غرض عادۃ اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلقِ اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کے لئے پانی اور بھوک کے مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعے۔ پس یہ سلسلۂ اسباب یونہی چلتا ہے اور خلقِ اسباب ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے یہ دو نام ہی ہیں۔ جیسا کہ مولوی محمد احسن صاحب نے ذکر کیا تھا کہ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا (النساء:159) عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔ دیکھو نباتات، جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تربدہی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے۔ ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آجائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے۔ مگر چونکہ عجائباتِ قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائباتِ قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔ طبابت، ہیئت سے ہزار ہا خواص معلوم ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 124-125 ایڈیشن 1984ء)

رحم کی دو قسمیں۔ رحمانیت اور رحیمیت

...دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے پیش از وقت کے طور پر تقدمہ کی صورت میں عناصر وغیرہ اشیاء پیدا کیں جو ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں اور یہ ہمارے وجود، خواہش اور دعا سے پہلے ہیں جو رحمانیت کے تقاضے سے پیدا ہوئے۔

اور دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانونِ قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دعا کا تعلق ہے۔بعض لوگ آجکل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے بھی بیان کروں۔

ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے۔تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے۔بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں۔ مگر بچہ کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لاسکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے۔مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ مانگتے جاؤ گے ملتا جاوے گا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) کوئی لفاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 129-130 ایڈیشن 1984ء)

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اِنسان کو خُدا تعالیٰ سے سچّی بصیرت مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے

پس اِیَّاكَ نَعْبُدُ یہ بتلا رہا ہے کہ اے رب العالمین! تیرے پہلے عطیہ کو بھی ہم نے بیکار اور برباد نہیں کیا۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں یہ ہدایت فرمائی ہے۔کہ انسان خدا تعالیٰ سے سچی بصیرت مانگے۔ کیونکہ اگر اس کا فضل اور کرم دستگیری نہ کرے تو عاجز انسان ایسی تاریکی اور اندھکار میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ دعا ہی نہیں کر سکتا۔ پس جب تک انسان خدا کے اس فضل کو جو رحمانیت کے فیضان سے اسے پہنچا ہے کام میں لا کر دعا نہ مانگے۔ کوئی نتیجہ بہتر نہیں نکال سکتا۔

میں نے عرصہ ہوا۔ انگریزی قانون میں یہ دیکھا تھا کہ تقاوی کے لئے پہلے کچھ سامان دکھانا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح قانونِ قدرت کی طرف دیکھو کہ جو کچھ ہم کو پہلے ملا ہے۔ اس سے کیا بنایا؟ اگر عقل و ہوش، آنکھ کان رکھتے ہوئے نہیں بہکے ہو۔ اور حمق اور دیوانگی کی طرف نہیں گئے تو دعا کرو اور بھی فیض الٰہی ملیگا۔ ورنہ محرومی اور بدقسمتی کے لچھن ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 131 ایڈیشن 1984ء)

دُعا کی فلاسفی

دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں۔ اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں۔ لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی۔ فوراً دودھ اتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے۔ اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دُعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔ تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعاء کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 198 ایڈیشن 1984ء)

دعا سے کیا ملتا ہے؟

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے، جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 291 ایڈیشن 1984ء)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

حضرت صالحؑ کی کہانی

قسط 9

قوم کے لوگ حضرت صالحؑ کو تبلیغ سے روکنے کی خاطر طرح طرح کی کوششیں کرتے۔ جس اونٹنی پر بیٹھ کر حضرت صالح علیہ السلام اپنے تبلیغی سفر کیا کرتے تھے اسے تنگ کیا جاتا۔ اسے پانی پینے کے لئے گھاٹ پر آنے سے روکتے اور خیال کرتے کہ شاید ان باتوں سے تنگ آ کر صالحؑ حق بات کہنا بند کر دیں گے لیکن ان کی کوئی تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی اور صالحؑ کی تبلیغ جاری رہی۔ بالآخر انہوں نے انتہائی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں۔

قوم ثمود کے واقعات جنہوں نے اپنے وقت کے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

آج سے قریباً ساڑھے چار ہزار سال پہلے کا ذکر ہے سرزمین عرب میں مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان ایک شہر حجر نامی آباد تھا۔ یہ شہر ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ یہ قوم جس کا نام 'قوم ثمود'' تھا وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی تھی۔ بے حد خوشحال اور ترقی یافتہ۔ قوم ثمود کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر تھا۔ کھجوریں کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی تھیں اور یہاں کی کھجور عمدہ اور بہترین ہوتی تھی۔

پتھر کا کام بھی لوگ بہت عمدہ کیا کرتے تھے۔ پہاڑوں کو کاٹ کر اپنے رہنے کے لئے مضبوط اور محفوظ مکانات بنایا کرتے تھے جس کی وجہ سے دیگر قوموں کو ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ خوشحالی کی وجہ سے یہ لوگ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے ایک نیک بندے کو جن کا نام صالحؑ تھا کھڑا کیا تا کہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں اور ان کی ظاہری ترقیات کے ساتھ ساتھ انہیں روحانی ترقیات بھی عطا کریں۔

حضرت صالحؑ قوم کے ایک عمدہ اور نیک انسان تھے جن کے متعلق تمام علاقے کے لوگ یہ جانتے تھے کہ صالحؑ بزرگ انسان ہیں۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے نبوت کی نعمت پا کر لوگوں کو نصیحت کرنے لگے۔ انہیں بری باتوں سے روکا اور اچھی باتوں کی تلقین کی۔ لیکن افسوس جیسا کہ اکثر انبیاء کی قومیں ان کے ساتھ سلوک کرتی ہیں ویسا ہی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ

اے صالحؑ! ہم تو تجھے بڑا اچھا انسان خیال کرتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تو ہماری قوم کے لئے مفید ثابت ہو گا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو ایک ایسا دعویٰ کر رہا ہے جسے ہم ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی دوسری قوم تجھے رشوت دے کر ہمارے خلاف استعمال کر رہی ہے کیونکہ ویسے تو وہ ہم پر غلبہ پا نہیں سکتے اس لئے انہوں نے تجھے خرید لیا ہے۔ وہ نادان یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ اعتراض ہر نبی کے زمانے میں کیا گیا ہے کہ یہ کسی دوسری قوم یا حکومت کا ایجنٹ ہے۔ حضرت صالحؑ سے پہلے آنے والے انبیاء پر بھی یہ اعتراض کیا گیا ہے اور آپ کے بعد آنے والے انبیاء کو بھی مخالفوں نے یہی کہا کہ یہ کسی دوسری قوم کے ساتھ مل کر ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔

حضرت صالحؑ ان کی ان باتوں سے بالکل نہ گھبرائے بلکہ پہلے سے بڑھ کر انہیں تبلیغ کرنے لگے۔ مخالفت ہوتی رہی لیکن آپ اپنی دھن میں مگن اپنے خدا کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے۔ جس کے نتیجے میں بعض سمجھ دار اور نیک فطرت لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن قوم کی اکثریت آپ کی مخالف ہی رہی وہ لوگ آپ کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ تم بھی ہماری طرح کے ایک انسان ہو پھر تم نبی یا رسول کیسے ہو سکتے ہو؟ اگر تم واقعی نبی ہو اور خدا تعالیٰ نے تمہیں بھیجا ہے تو پھر ہمارے پاس کوئی نشان لاؤ۔ ایسا نشان جسے ہم دیکھیں اور ایمان لائیں کہ واقعی تم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت صالحؑ ان کی ان باتوں سے بے نیاز اپنے کام میں لگے رہے۔ آپ نے پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کا کام تیز کر دیا اور ہر طرف سے لوگوں کو خدائے واحد کی طرف اور نیکیوں کی طرف بلانے لگے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مختلف علاقوں کی طرف نکل جاتے اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے اور یوں یہ سلسلہ چلتا رہا۔

قوم کے لوگوں نے کچھ عرصہ تک تو برداشت کیا لیکن پھر آپ کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ حضرت صالح علیہ السلام ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے قوم کے لوگ براہ راست آپ کو نقصان پہنچانے سے ڈرتے تھے لیکن وہ مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے رہتے۔ آپ کی تبلیغ روکنے کے لئے انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم چونکہ صالحؑ کو براہ راست نہیں روک سکتے اس لئے کسی بہانے سے ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ یہ اونٹنی جس پر سوار ہو کر صالحؑ تبلیغ کرنے جاتا ہے اگر ہم اسے تنگ کرنا شروع کریں تو مجبوراً صالحؑ کو بھی رکنا پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے سازش کر کے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنے گھاٹوں سے پانی پینے سے منع کر دیا اور تنگ کرنا شروع کر دیا کہ یہ ہمارے گھاٹ سے پانی نہیں پیئے گی۔

حضرت صالحؑ نے قوم کے لوگوں کو سمجھایا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ اونٹنی میرے کام میں میری مدد کر رہی ہے۔ اس لئے اسے تنگ نہ کرو۔ یہ بظاہر میری اونٹنی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے کام میں آنے کی وجہ سے اب یہ خدا تعالیٰ کی اونٹنی بن چکی ہے۔ اسے ستانا چھوڑ دو اور اسے بھی اپنے گھاٹ سے پانی پینے دیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے اور تمہیں ان کا عذاب گھیر لے۔ آپ نے قوم کو بہت سمجھایا لیکن کوئی بات ان کی سمجھ میں آتی ہی نہ تھی اور وہ مسلسل اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔

بہر حال جب مخالفین دلائل کے ذریعہ سے حضرت صالحؑ کا مقابلہ نہ کر سکے تو ان میں سے نو سرداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ ہم مل کر کسی روز صالحؑ پر حملہ کر دیں۔ اسے قتل کر ڈالیں اور یہ جو نیا دین پھیلا رہا ہے اس کا خاتمہ کر دیں۔ وہ مخالف سردار یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ اس طریق سے اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو مٹا دیں گے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کی اور ان مخالف سرداروں کو یہ موقعہ ہی نہ مل سکا کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کو نقصان پہنچا سکیں۔ انہوں نے بہت کوششیں کیں بہت منصوبے بنائے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔

یہ بات مخالفین کے لئے بہت تکلیف کا موجب تھی کہ باوجود ان کی مخالفت اور حضرت صالحؑ کو روکنے کی کوششوں کے آپ تبلیغ دین میں مصروف ہیں اور نہ صرف مصروف ہیں بلکہ بہت سے لوگ بھی ان کی باتوں کو سمجھ کر ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے تبلیغ کو روکنے کے لئے فیصلہ کن اقدامات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے طے کر لیا کہ جو ہو چکا سو ہو چکا اب وہ ہرگز ہرگز حضرت صالحؑ کی باتوں کو پھیلنے کا موقع نہیں دیں گے۔ چونکہ ساری قوم جانتی تھی کہ صالحؑ نے اپنی اونٹنی کو خدا کی اونٹنی قرار دیتے ہوئے یہ چیلنج دیا تھا کہ جو اس اونٹنی کو نقصان پہنچائے گا خدا کا عذاب اسے پکڑ لے گا۔ اس لئے قوم کے مخالف لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم صالحؑ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اس کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں گے جس سے دو فائدے ہوں گے۔

اول: تو یہ صالحؑ کی بات غلط نکلے گی کہ یہ اونٹنی خدا کی اونٹنی ہے اور ایک نشان ہے۔ دوسرے صالحؑ چونکہ اس اونٹنی پر سفر کر کے تبلیغ کرتے ہیں اس لئے اونٹنی چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے گی تبلیغ رک جائے گی۔ ٹھیک ہے! ٹھیک ہے!! سب نے تائید کی اور فیصلہ یہ ہوا کہ اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں گویا انہوں نے اپنی تباہی کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرا دن چڑھا اور ہر طرف یہ شور پڑ گیا کہ صالحؑ کی اونٹنی جسے وہ خدا کی اونٹنی کہتا تھا ایک سردار نے اس کی ٹانگیں کاٹ دی ہیں۔ قوم کے سمجھ دار لوگ جو کسی حد تک حضرت صالحؑ کی باتوں کو سمجھتے تھے اس بات کو سن کر سخت پریشان ہوئے۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ خدا تعالیٰ کے غضب نے قوم ثمود کو پکڑ لیا۔ شدید زلزلوں نے زمین کو تہ و بالا کر دیا۔ ہر طرف اس قدر تباہی پھیلی کہ قوم ثمود کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ صرف حضرت صالحؑ اور ان کے ماننے والے اس شدید عذاب سے بچائے گئے۔ باقی قوم مٹی میں ملا دی گئی۔ اور یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی بات پر کان نہیں دھرے تھے اور اس کے نبی کی اور اس کے نشانات کی بے حرمتی کی تھی۔ آج اس جگہ جہاں یہ قوم آباد تھی اس قوم کی تباہی کے آثار ملتے ہیں جو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ''اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ'' کہ ثمود کے لئے تباہی مقدر کر دی گئی تھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔

سلطان نصیر احمد

آنحضورؐ کے معاشرتی اخلاق

مجھے آج اس مجسم رحمتؐ کے معاشرتی اخلاق کا ذکر کرنا ہے جس کی بے پایاں شفقت اور معاشرتی حسن اخلاق کی گواہی خدائے رحمٰن دیتے ہوئے فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وہ بے حد شفیق اور مہربان کیوں نہ ہوتا اسے مبعوث کرنے والے نے خود اسے فرمایا تھا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

ہاں! جسے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے سماء نبوت پر جگمگاتی قندیل بنا کر روشن کیا جس کی تجلی ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھی اور جس کی نوید ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ نے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرہ:130)

ترجمہ: اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر کے عظیم الشان الفاظ میں دی تھی۔ میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ نورمبین ہے جس کی تجلی جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ نے فاران کی چوٹیوں پر دیکھی اور جس کی محبت میں حضرت داؤدؑ نے گیت گائے۔

ہاں! وہی وجود جس کی آمد کائنات میں بہار بن کر چھا گئی حقیقت یہ ہے کہ چودہ سو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تجلی کی کرنیں آنکھوں میں ایک نئی چمک پیدا کر رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے نازل ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن الفاظ میں تسلی دی تھی ان میں آپؐ کے معاشرتی اخلاق کی کرنیں ہم تک پہنچ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشرتی اخلاق کی سب سے بڑی گواہ نے اس وقت کہا تھا کہ:

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

نہیں نہیں! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق فاضلہ جو دنیا سے مٹ چکے تھے انہیں دوبارہ قائم کرنے والے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حقیقی مشکلات میں مدد دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ

(مسند احمد کتاب باقی مسند الانصار حدیث السیدۃ عائشہؓ)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور اخلاق تو مجسم قرآن تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمیع اخلاق میں کامل تھے۔ اسی لئے آپ کی شان میں فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5)۔

ایک وقت ہے کہ آپ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے دکھایا ہے۔ اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے۔ جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اس کا پھل، اس کا پھول اور اس کی چھال، اس کے پتے۔ غرضیکہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں جس کا سایہ ایسا ہے کہ کروڑہا مخلوق اس میں مرغی کے پروں کی طرح آرام اور پناہ لیتی ہے۔ یہ خُلُقِ عظیم تھا۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 84)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معاشرہ کے لئے محسن اعظم تھے۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے، امیر، غریب، مزدور، آقا، عربی، عجمی، اپنے، پرائے، سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین معاشرتی اخلاق سے حصہ پاتے۔ معاشرہ کے کمزور طبقہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک سراپا رحمت و شفقت تھا۔

عورتوں کے جذبات کا خیال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے جذبات کا بھی بہت خیال تھا۔ اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ فَاُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَتَنَ اُمُّهُ

(سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال إنی لاسمع بکاء الصبی فی الصلاۃ فأخفف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! جب نماز میں ہوتا ہوں اور اس وقت بچے کا رونا سنتا ہوں تو اس ڈر سے نماز کو ہلکی کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کہیں فتنے میں نہ مبتلا ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حسن و احسان کے باعث عورت معاشرہ میں بہترین سرمایہ اور قدرت کا بہترین عطیہ بن گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت، اس کا وقار اور احترام ہر حیثیت میں قائم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورت ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کے روپ میں محبوب تھی۔ کاش! آج دنیا میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زریں ارشادات کو حرز جان بنا لے تو یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔

غربا سے حسن و احسان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل معاشرہ کے غریب طبقہ کے لئے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ان سے حسن سلوک کا عالم حضرت ابوہریرہؓ کی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوِ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ اَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَاَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی آدمی مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ یا کہا حبشی عورت۔ پس وہ مر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ مر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کیا تم نے مجھے اس کی اطلاع نہ دینی تھی۔ مجھے اس مرد کی قبر کا پتہ دو یا فرمایا اس عورت کی قبر کا پتہ دو۔ آپؐ اس کی قبر پر آئے اور اس کا جنازہ پڑھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معاشرے کے لئے نہایت رحیم و مہربان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وہ کام کئے جو ماں اپنی اولاد کے لئے کرتی ہے۔ آپؐ بھوکے رہے لیکن ان کو کھانا کھلایا۔ آپؐ نے دکھ اٹھائے اور انہیں راحت پہنچائی۔ آپؐ راتوں کو اٹھ کر ان کے لئے روئے اور وہ مسرتوں سے مالا مال ہو گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر میں مخلوق خدا کی ہمدردی اور اُن کی خیر خواہی کا جو بے پناہ جذبہ موجزن تھا اُس کا اندازہ آپؐ کے ارشادات اور سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مخلوق عیال اللہ

عَنْ اَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ، فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ کتاب الاداب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق/ الفصل الثالث)

حضرت انس اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق اللہ کی عیال ہے اور مخلوق میں سے وہ شخص اللہ کو زیادہ پسند ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ یعنی ساری مخلوق ایک کنبہ ہے۔

شمائل النبیؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی طرف رُخ فرماتے تو پوری طرح فرماتے۔ نظر جھکائے رکھتے، اوپر آسمان کی طرف نظر کی بجائے آپؐ کی نظر زمین پر زیادہ پڑتی۔ اکثر آپؐ کی نظریں نیم وا ہوتیں۔ اکثر آپؐ کی نظر ایک لحہ میں ملاحظہ کر لیتی تھی۔ اپنے صحابہؓ (کا خیال رکھنے کے لئے ان) کے پیچھے چلتے۔ ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل کرتے۔

(شمائل النبیؐ تالیف امام ترمذیؒ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 7 صفحہ 6-7 مطبوعہ نور فاؤنڈیشن)

معاہدے کی پاسداری

شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِيْنَ مَعَ عُمُوْمَتِيْ وَاَنَا غُلَامٌ فَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ حُمْرَ النَّعَمِ وَاَنِّيْ اَنْكُثُهٗ

(مسند احمد کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ حدیث عبد الرحمن بن عوفؓ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین (جسے حلف الفضول بھی کہا جاتا ہے) میں شریک ہوا تھا، اس وقت میں نوجوان تھا۔ مجھے پسند نہیں کہ میں اس معاہدے کو توڑ ڈالوں اگرچہ مجھے اس کے بدلہ میں سرخ اونٹ بھی دیے جائیں۔

پس نوعمری میں امن کے قیام میں مدد دینے والے اس معاہدے میں شامل ہونا اور منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد بھی اس معاہدے کی پاسداری کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپؐ نہ صرف معاشرے میں امن کے داعی تھے بلکہ عملی طور پر معاشرے میں امن کو پھیلانے والے اعلیٰ وجود تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ اس معاہدے کو نبھایا اور جب بھی کوئی مظلوم آپ کے پاس کسی ظالم سے اپنا حق دلانے کی درخواست کرتا آپ فوراً اُس کی مدد کے لیے تیار ہو جاتے اور ظالم سے مظلوم کو اُس کا حق دلا کر رہتے۔

ایک مرتبہ دشمن اسلام ابوجہل کی شکایت ہونے پر بلاخوف وخطر مظلوم کی دادرسی کے لیے اُس کے گھر تشریف لے گئے اور مظلوم کو اُس کا حق دلوادیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر قریش کے سرداروں نے ابوجہل سے پوچھا کہ اے ابوالحکم! تمہیں کیا ہوگیا تھا کہ محمدؐ سے اس قدر ڈر گئے۔ اُس نے کہا۔ خدا کی قسم! جب مَیں نے محمدؐ کو اپنے دروازے پر دیکھا تو مجھے یوں نظر آیا کہ اُس کے ساتھ ایک مست اور غضبناک اونٹ کھڑا ہے اور میں سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چون وچرا کروں گا تو وہ مجھے چبا جائے گا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 162-163)

سیاسی بصیرت کا اعلیٰ نمونہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے وضع کرنے کے وقت بھی معاشرے کے تمام لوگوں کے جذبات و احساسات کا خوب خیال رکھا اور اپنی حکمت عملی سے، عمدہ معاشرتی اخلاق کا نمونہ دکھاتے ہوئے سب قبائل کو اس بابرکت اور اہم کام میں شامل فرما کر سب کو خوش کر دیا۔ جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کی جگہ پر پہنچے تو قبائل قریش کے اندر اس بات پر سخت جھگڑا ہوا کہ کون سا قبیلہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے۔ قبائل قریش نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقت امر بیان کی اور فیصلہ چاہا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر لی اور حجر اسود کو اس چادر میں رکھ دیا۔ اور تمام قبائل قریش کے رؤساء کو اس چادر کے کونے پکڑوا دیئے اور چادر اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے مل کر چادر کو اٹھایا۔ یہاں تک کہ جب وہ حجر اسود رکھنے کی جگہ کے پاس پہنچ گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر نصب فرما دیا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 109)

معلم اعظم

آپؐ نے فرمایا: رستوں پر نہ بیٹھنا۔ صحابہؓ نے کہا: ہمیں تو اس سے چارہ ہی نہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ جہاں ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر نہیں بیٹھکیں ہی بنانا ہے تو پھر راستے کو جو اس کا حق ہے دو۔ انہوں نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہ نیچے رکھنا اور تکلیف دہ شئے دور کرنا اور سلام کا جواب دینا، بھلی بات کا حکم دینا اور ناپسندیدہ بات سے روکنا۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم والغصب باب افنیۃ الدور والجلوس فیھا والجلوس علی الصعدات)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے معاشرتی اخلاق کا مضمون تو نہ ختم ہونے والا مضمون ہے۔ ہر خُلق میں آپؐ کا عظیم نمونہ ہے اور کیوں نہ ہو! آپؐ ایک عظیم معلّم ہیں اور معلّم اخلاق ہیں۔

اخلاق حسنہ کا کامل نمونہ

اگر کوئی برا بھی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ اس سے بھی اخلاق سے پیش آئے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ اپنے گھرانے میں بہت ہی بُرا بھائی ہے اور اپنے خاندان کا بہت ہی بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ نے اس کے بارے میں فلاں فلاں بات کی تھی، جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تُو نے کب مجھے بدزبانی کرتے ہوئے پایا ہے۔ یقیناً سب سے بُرا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدی سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا)

حسن سلوک کا اثر

پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنا معاشرتی اخلاق کا ایک نہایت اہم رکن ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ میں اچھا یا برا کام کر رہا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم اچھا کام کر رہے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے۔ اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم برا کام کر رہے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل برا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الثناء الحسن)

امن و صلح کے داعی

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آپ کی زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپ کی زندگی کا پل پل اور لمحہ لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کر سکتا جو آپؐ نے کئے، امن میں بھی اور جنگ میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی، روزمرہ کے معمولات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاہدات میں بھی۔ آپؐ نے آزادیٔ ضمیر، مذہب اور رواداری کے معیار قائم کرنے کی مثالیں قائم کر دیں۔ اور پھر جب عظیم فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہوئے تو جہاں مفتوح قوم سے معافی اور رحم کا سلوک کیا، وہاں مذہب کی آزادی کا بھی پورا حق دیا اور قرآن کریم کے اس حکم کی اعلیٰ مثال قائم کر دی کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ:257)

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں

کہ مذہب تمہارے دل کا معاملہ ہے، میری خواہش تو ہے کہ تم سچے مذہب کو مان لو اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لو، اپنی بخشش کے سامان کر لو، لیکن کوئی جبر نہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فتح مکہ کے موقع پر بغیر اس شرط کے کہ اگر اسلام میں داخل ہوئے تو امان ملے گی عام معافی کا اعلان کر دیا تھا... اس کی مختلف شکلیں تھیں لیکن اس میں یہ نہیں تھا کہ ضرور اسلام قبول کرو گے تو معافی ملے گی۔ مختلف جگہوں میں جانے اور داخل ہونے اور کسی کے جھنڈے کے نیچے آنے اور خانہ کعبہ میں جانے اور کسی گھر میں جانے کی وجہ سے معافی کا اعلان تھا۔ اور یہ ایک ایسی اعلیٰ مثال تھی جو ہمیں کہیں اور دیکھنے میں نہیں آئی۔ مکمل طور پر یہ اعلان فرما دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہ جاؤ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ ہزاروں درود اور سلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنے یہ اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ہمیں بھی اس کی تعلیم عطا فرمائی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ مارچ 2006ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 31/ مارچ تا 6/ اپریل 2006ء)

مجسم رحمت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’12/ ربیع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر کہا۔ جس نے تمام دنیا کو روحانی روشنی عطا کرنی تھی اور کی۔ جس نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی تھی اور کی۔ جس نے برسوں کے مُردوں کو روحانی زندگی دینی تھی اور دی۔ جس نے دنیا کو امن اور سلامتی عطا کرنی تھی اور عطا کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ چرند پرند سب کے لئے رحمت ہے۔ جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت تھا اور ہے۔ اور جس کی تعلیم تاقیامت ہر ایک کے لئے رحمت ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماننے والوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول میں تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ﴿۲۲﴾

(الاحزاب:22)

ترجمہ: کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پس اس اُسوۂ حسنہ پر چلے بغیر مسلمان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 22/ دسمبر 2017ء تا 28/ دسمبر 2017ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

علامہ محمد عمر تماپوری۔انڈیا

رمضان کی اہمیت اور عبادات

رمضان عربی زبان کا لفظ ہے۔لغت کے اعتبار سے رمضان کے معنی ہیں جھلسا دینے والا،اس مہینہ کا یہ نام اس لئے بھی دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام میں جب یہ مہینہ آیا تو سخت جھلسا دینے والی گرمی تھی۔لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی خاص رحمت سے روزہ دار بندوں کے گناہوں کو جھلسا دیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے اس لئے اس مہینہ کو رمضان کہتے ہیں۔سال کے بارہ مہینوں میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کریم کے ایک مہینہ کو اس لئے خاص کیا ہے کہ بقیہ مہینوں میں انسان اپنے کاروبار ملازمت وغیرہ میں خوب مشغول رہتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سستی اور غفلت پیدا ہوتی ہے اور روحانیت اور قرب الٰہی میں کمی ہوتی ہے تو اس مبارک مہینہ میں بندہ،اللہ کی خصوصی عبادت بجا لا کر اس کی تلافی کر لیتا ہے جس سے اس کے وجود میں ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔عام طور پر کسی مشین کو استعمال کرنے کے بعد اس کی سروس،صفائی،دھلائی ضروری ہوتی ہے تاوہ پھر نئے سرے سے اچھی طرح کام کرنا شروع کر دے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ بندہ کی روحانی طور پر سروس،صفائی اور دھلائی کے لئے یہ مبارک مہینہ مقرر فرمایا ہے۔نیکیوں کو سمیٹنے،بدیوں سے نجات پانے،اپنے اعمال کو چمکانے اور پالش کرنے کا بہترین موقع ہے اور اس مہینہ میں سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا عمل خود روزہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے روزے داروں کو یہ نوید سنائی ہے کہ تم نے روزہ میرے لئے رکھا ہے اور اس کا اجر بھی میں ہوں رمضان کے مقدس مہینہ میں عبادات کا اجر عام دنوں کی نسبت کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔روزہ کے لئے عربی زبان میں صوم کا لفظ بھی آیا ہے جس کے معنی رکنے کے ہیں۔یعنی رمضان کے اس مہینہ میں بالخصوص روزہ کی حالت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور گناہوں سے خود کو روکے رکھنا ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بابرکت مہینہ مسلمانوں کے لئے اپنے نفوس کی اصلاح اور ٹریننگ کا مہینہ ہے۔گناہوں سے جو رک گیا اور اپنے نفس کی اصلاح کر لی وہ کامیاب ہوا۔اپنی مراد کو پا لیا۔اس مبارک مہینہ میں ہر برے کام اور خیال کے سامنے Speed Breaker آ جاتا ہے۔مجبوراً نہ چاہتے ہوئے بھی رکنا پڑتا ہے۔جو رک گیا وہ حادثہ سے بچ گیا اور جو نہیں رکا وہ حادثہ کا شکار ہوا جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اور تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وہ نجات پا گیا۔اور اپنی منزل مقصود کو حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ خیروبرکت،رحمت ومغفرت کا مہینہ ہماری زندگیوں میں ایک بار پھر جلوہ گر ہوا ہے۔جس قدر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں بہت کم ہے۔ان حالیہ دو تین سالوں میں جن حالات سے گذرنا پڑا اور جن بیماریوں اور وباؤں نے گھیر لیا وہ بڑے ہی دردناک رونگٹے کھڑے کر دینے والے مناظر ہیں۔زندہ رہتے ہوئے بھی زندہ نہیں رہے۔

جو گذاری نہ جا سکی ہم سے
ہم نے وہ زندگی گذاری ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا میں دو انسان بڑے خوش نصیب ہیں جن کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آئے اور وہ اس کی قدر کرے۔دوسرا جن کے ماں باپ زندہ ہوں ان کی خدمت بجا لائے۔اگر ہم نے اس مہینہ کی قدر نہیں کی تو یہ ہماری بدبختی ہوگی۔نہیں معلوم پھر یہ مبارک مہینہ ہماری زندگیوں میں داخل ہو یا نہ ہو۔ہم سب کو سعادت اور انعام سمجھ کر اس مہینہ کی اسی قدر،قدر کرنی چاہئے جس قدر اس کا حق ہے ہر مسلمان کو یہ طے کرنا ہے ان تین عشروں برکت،رحمت،مغفرت میں آنکھ،کان،زبان کا غلط استعمال نہ ہو،جھوٹ،غیبت،چغلخوری،فضول باتوں سے کلی طور پر پرہیز ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ رکھتے ہوئے باطل کام اور باطل کلام سے باز نہ آئے،اللہ تعالیٰ کو اس کا بھوکا پیاسا رہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔مقبول روزوں کے لئے ضروری ہے کہ انسان کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی گریز کرے۔کوئی شخص روزہ رکھ کر گناہوں کی باتیں اور گناہوں کے اعمال بجالائے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزہ کی پرواہ نہیں۔(صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر روزہ دار سے کوئی شخص بدکلامی،جھگڑا کرے تو روزے دار یہ کہے کہ میرا روزہ ہے میں ایسی لغویات میں پڑھ کر روزہ کی برکات سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔(صحیح بخاری کتاب الصوم)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔جونہی رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے ہر طرف نور کا سماں پیدا ہوتا ہے فضا پرسکون اور خوشگوار ہوتی ہے۔آسمان سے راحتوں کی بارش ہوتی ہے۔ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔گنہگاروں کو جہنم سے نجات ملتی ہے۔نیکوکاروں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔سحر و افطار کی بابرکت گھڑیاں،دعاؤں کی قبولیت کے نظارے،تراویح کی راحتیں،نماز تہجد کی لذتیں،تلاوت قرآن مجید سے گھروں کی فضاؤں کا معطر ہونا،روزے داروں کے پرنور چہرے،ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو،مساجد کا مسلمانوں سے بھر جانا،کثرت سے خیرات،صدقات اور زکوٰۃ کا تقسیم کرنا،عبادات میں خشوع وخضوع روزے داروں کی افطاری کرانا،بھوکوں کو کھانا کھلانا یہ سارے نظارے اس بات کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم رمضان مقدس کے حصار میں ہیں۔جنت صغریٰ میں داخل ہیں۔

موجودہ حالات میں کووڈ کے پیش نظر طہارت،پاکیزگی،صفائی کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ویسے بھی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے،طہارت ایمان کا حصہ ہے۔رمضان المبارک میں عبادات کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔جسم کو پاک وصاف رکھنا،گندگی اور ناپاک چھینٹوں سے خود کو بچا کے رکھنا،ہمیشہ باوضو رہنا حالت جنابت میں غسل کرنا،خوشبو،عطر وغیرہ لگانا۔گھروں کو پاک وصاف رکھنا بھی رمضان کے تقاضے ہیں جن پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی جھولیاں رمضان کی برکتوں سے بھر دے۔ہماری یہ نیکیاں،یہ عبادتیں اور ریاضتیں صرف رمضان کے مہینہ تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ آنے والے رمضان تک جاری وساری رہیں۔آمین

مرسلہ: ابوسدید

رمضان اور والدین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے‘‘

یہ جو دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے دراصل یہ اللہ کے تعلق میں لازماً یہی مضمون ہے جو رمضان کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہی مضمون ہے جو رمضان کے حوالے سے سمجھانا بہت ضروری تھا۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے یہ جو بات بیان فرمائی ہے کہ والدین کو پایا اور گناہ بخشے نہ گئے اسی حالت میں رمضان گزر گیا یہ بہت ہی گہرا نکتہ ہے جس کا قرآنی تعلیم سے تعلق ہے۔قرآن کریم فرماتا ہے۔... (الانعام:152) تو کہہ دے کہ آؤ! میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو خدا تعالیٰ نے حرام کر دی ہے تم پر۔ ایک یہ کہ خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص کرلو۔ دوسرا یہ کہ ماں باپ سے لازماً احسان کا سلوک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے خدا کی ناراضگی نہ کما بیٹھنا۔تو شرک کا مضمون خدا تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میرا شرک کرو گے تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہوگا۔حرام کر دیا ہے تم پر۔ لیکن ماں باپ سے جو احسان کرو گے وہ میرا شریک بنانا نہیں ہے۔ شرک سے نیچے نیچے اگر کسی کی عظمت خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے تو وہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں اس سے بڑھ کر ان سے حسن سلوک کرنا ہے۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ رمضان شریف میں دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں جو نہ خدا کو پا سکیں، نہ ماں باپ کا کچھ کرسکیں۔ رمضان گزر جائے اور ان دو پہلوؤں سے ان کے گناہ نہ بخشے گئے ہوں تو یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مربوط چیزیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے اور اس احسان میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔یعنی اس نے آپ کو پیدا کیا، اس نے سب کچھ بنایا اور ماں باپ بھی اس میں شریک ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ماں باپ کو بھی اسی نے بنایا اور ماں باپ کو جو توفیق بخشی آپ کو پیدا کرنے کی وہ اسی نے پیدا کی ہے، اپنے طور پر تو کوئی کسی کو پیدا کر ہی نہیں سکتا اپنے زور سے۔ ایک معمولی سا خون کا لوتھڑا بھی انسان پیدا نہیں کرسکتا اگر خدا تعالیٰ نے اس کو ذرائع نہ بخشے ہوں۔

تو پہلا مضمون یہ ہے کہ اللہ خالق ہے اس لئے اس کا شریک ٹھہرانے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم ہے کہ خدا جس نے سب کچھ بنایا ہے اس کو نظرانداز کر کے نعمتوں کے شکریے دوسروں کی طرف منسوب کر دئے جائیں۔ پھر اس تخلیق کا اعادہ ماں باپ کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر ماں باپ کے ساتھ آپ کا وجود بنتا ہے۔ اگر ایک تخلیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ احسان کا سلوک کریں گے تو جو عظیم خالق ہے لازماً اس کے لئے بھی دل میں امتنان اور احسان کے جذبات زیادہ زور کے ساتھ پیدا ہوں گے اور پرورش پائیں گے۔ پس یہ دو مضمون جڑے ہوئے ہیں۔

جو ماں باپ کے احسان کا خیال نہیں کرتا اور جو ابا ً ان سے احسان کا سلوک نہیں کرتا اس سے یہ توقع کر لینا کہ وہ اللہ کے احسان کا خیال کرے گا یہ بالکل دور کی کوڑی ہے۔ پس ماں باپ کا ایک تخلیقی تعلق ہے جسے اس مضمون میں ظاہر فرمایا گیا ہے اور رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مقصد خدا تعالیٰ کو پانا قرار دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا بنیادی مقصد بیان فرمایا ہے۔ پس اس تعلق سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو سب سے زیادہ قرآن کا عرفان پلائے گئے آپؐ نے یہ مضمون ہمارے سامنے اکٹھا پیش کیا کہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت ہر قسم کے محسنوں کا احسان اتارنے کی کوشش کرو۔ ماں باپ کا احسان تو تم اتار سکتے ہو ان معنوں میں کہ تم مسلسل ان سے احسان کا سلوک کرتے رہو، عمر بھر کرتے رہو۔ اگر احسان نہ بھی اترے تو کم سے کم تم ظالم اور بے حیا نہیں کہلاؤ گے۔تمہارے اندر کچھ نہ کچھ یہ طمانیت پیدا ہو گی کہ ہم نے اتنے بڑے محسن اور محسنہ کی کچھ خدمت کر کے تو اپنی طرف سے کوشش کر لی ہے کہ جس حد تک ممکن تھا ہم احسان کا بدلہ اتاریں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا اور ایک ہی طریق ہے۔ کہ ہر چیز میں اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص کرلو، اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17جنوری 1997 ء)

*اسی طرح حضورؒ نے فرمایا:۔

’’ماں باپ کے احسان کا بدلہ احسان سے دینا یہ مضمون تو کسی حد تک سمجھ میں آ جاتا ہے مگر اللہ کا بدلہ احسان سے کیسے دو۔ یہ مضمون حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھا دیا اور یوں سمجھایا کہ نماز میں اس طرح نمازیں ادا کرو، اس طرح حضور اختیار کرو خدا کے سامنے کہ گویا وہ تمہیں سامنے کھڑا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو اتنا ہی خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ جو احسان ہے یہ کامل توحید کا مظہر ہے۔ جب دوسرے سب خدا مٹ جاتے ہیں، جب تمام تر توجہ خدا کی طرف ہو جاتی ہے اس وقت یہ احسان ہوتا ہے، اس کے بغیر ہو نہیں سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ جنوری 1997ء)

رپورٹ: ملیحہ ستّار۔ ریجنل کوآرڈینیٹر تبلیغ، ٹورانٹو، کینیڈا

بین المذاہب سمپوزیم

لجنہ اماء اللہ ٹورانٹو ویسٹ ریجن کینیڈا کے تحت ایک آن لائن بین المذاہب سمپوزیم مؤرخہ 12 فروری 2022ء بعنوان ’’معاشرتی امن کے قیام میں مذہب کا کردار‘‘ منعقد ہوا۔

جس میں پانچ مذاہب (عیسائیت، یہودیت، ہندومت، سکھ ازم اور اسلام) کے سپیکرز نے حصہ لیا اور اپنے اپنے مذاہب کی تعلیم کے مطابق اس پر روشنی ڈالی۔ پروگرام کے مہمانانِ گرامی درج ذیل شخصیات تھیں۔

یارا ساکس۔ ممبر آف پارلیمنٹ

نندی پالمر۔ TDSB سپرانٹنڈنٹ

ماریہ پالرمو۔ TDSB پرنسپل ایمری کولیجیٹ

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سورۃ نحل کی آیت 19 سے ہوا۔ بعد ازاں ایک ویڈیو کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا گیا۔جس میں یہ بتایا گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔آج کل جماعت کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسندِ خلافت پر متمکن ہیں جو کہ جماعت کے روحانی پیشوا حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے پڑپوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں بین المذاہب مباحثات کا آغاز حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دَور سے ہی ہو گیا تھا۔ آپ نے اپنی آمد کے دو مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

1۔انسان کو اپنے خالق کے قریب کرنا

2۔حقوق العباد کی ادائیگی

سمپوزیم کی پہلی سپیکر محترمہ اینجلا ڈی کیرو نے سمپوزیم کے انعقاد پر شکریہ ادا کرتے ہوئے عیسائیت کا نقطہ نظر پیش کیا انہوں نے کہا کہ امن ایک منزل نہیں بلکہ جہد مسلسل کا نام ہے جس کے حصول کے لئے بین المذہبی مکالمہ بہت ضروری ہے۔ امن ایک اندرونی انسانی کیفیت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا مسائل سے پاک ہوگئی ہے بلکہ اُن مسائل کو حل کرنے والا ایک خدا موجود ہے۔ دوسری سپیکر ہندومت کی نمائندہ ڈاکٹر نویتا داس کندو نے بتایا کہ وہ دوسری مرتبہ اس سمپوزیم میں شرکت کر رہی ہیں انہوں نے اپنی مذہبی کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ اس میں امن قائم کرتے ہوئے جنّت کی تعلیم دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نفس اور اَنا کی نفی، بے غرضی، محبت اور خدا پر یقین رکھنے سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد ملیحہ ستار صاحبہ نے اسلام احمدیت کا نقطہ نظر بیان کیا اور قرآن و حدیث سے اس پر روشنی ڈالی۔آپ نے قرآنی آیت اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں) کا حوالہ دیا اور حقوق اللہ اور خاص طور پر حقوق العباد کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے جھوٹ، دھوکہ دہی، نفرت، حسد اور غیبت سے اجتناب کرنے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے عفو و درگزر، عدل و انصاف اپنانے کو ہی معاشرتی امن کی ضمانت قرار دیا۔

اگلی سپیکر پرم سدھو نے سکھ ازم کا نقطہ نظر واضح کیا اور بتایا کہ ان کا مذہب مساوات کی تعلیم دیتا ہے دوسروں کے لئے اچھا کرنا اور اچھا چاہنا ہی امن کے قیام کا ذریعہ ہے۔نیندی پالمر ہندو اور عیسائی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں ان کے شوہر مسلمان ہیں انہوں نے کہا کہ باہمی تفرقات کو مٹا کر اور برداشت جیسی صفت اپنا کر امن قائم ہوسکتا ہے۔

یارا ساکس نے یہودیت کی رُو سے بیان کیا کہ الہامی کُتب کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے امن قائم ہوسکتا ہے انہوں نے اپنی الہامی کتب تورات اور طالمود کا بھی حوالہ دیا۔

آخر میں نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے اختتامی کلمات سے سب حاضرین اور مہمانان کرام، سپیکرز کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے سورۃ نحل کی آیت نمبر 19 کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کرو نیز احسان کا سلوک کرو اور اپنے قرابت داروں کی طرح پیش آؤ جیسے ماں اپنے بچوں سے بے لوث ہو کر پیش آتی ہے۔ اس طرح محبت سے پیش آؤ۔ یہ تمام باتیں معاشرے میں امن کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ آخر میں انہوں نے دُعا کروائی۔

اس پروگرام کی کامیابی ریجنل صدر صاحبہ اور ان کی ٹیم کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ ہے۔

اس پروگرام کی کُل حاضری قریباً 500 ممبرات پر مشتمل رہی۔

یوم مسیح موعودؑ پر خصوصی اشاعت کے حوالے سے ایڈیٹر کے نام خطوط

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

• مکرم ابن الیف آر بسل لکھتے ہیں:

الفضل آن لائن شمارہ جات 21تا26مارچ 2022ء بابت مسیح موعود نمبر’’ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے مضامین کو ایک ہفتے پر پھیلا کر شائع کرنے کا idea بہت پسند آیا۔ بڑے unique اور ایمان افروز مضامین پڑھنے کو مل رہے ہیں۔

جزائر فجی کے بارے میں ایک تاریخی بات یاد کروانا چاہتا ہوں۔حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تحریر فرمایا:

’’اکتوبر 1965ء میں مجھے بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے امریکہ جانا ہوا، وہاں سے فراغت پاکر میں سان فرانسسکو سے نیوزی لینڈ کے سفر پر روانہ ہوا۔ ہوائی جہاز دوسری صبح قبل از فجر جزائر فجی کے بین الاقوامی مطار ناندی پہنچا۔ میرا ارادہ چند دن جزائر فجی میں ٹھہرنے کا تھا۔ ہم سان فرانسسکو سے جمعرات کے دن روانہ ہوئے تھے، دوسرے دن ناندی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ہفتے کا دن ہے۔ درمیان میں جمعہ کا دن غائب ہو گیا۔ مطار پر شیخ عبد الواحد صاحب مبشر سلسلہ احمدیہ اور ناندی کے چند احباب تشریف لائے ہوئے تھے میں ان کے ہمراہ شہر چلا گیا اور آئندہ چھ دن یعنی ہفتہ 5 نومبر سے جمعہ 11 نومبر تک ان کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر و مشغول رہا اس عرصہ میں مختلف مقامات پر حاضری کا واقعہ ہوا لیکن زیادہ وقت جزائر کے صدر مقام سووا (Suva) میں گزرا، 9 نومبر کی شام کو پبلک جلسہ تھا اس سہ پہر ربوہ سے بذریعہ تار خبر ملی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی میں ہوائی کمپنی کے دفتر گیا اور وہاں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مجھے ربوہ پہنچنے کے لئے تین دن درکار ہوں گے۔ وہاں سے احمدیہ مشن ہاؤس گیا تا کہ شیخ عبد الواحد صاحب اور احباب کے ساتھ مشورہ کرکے اپنا پروگرام طے کروں۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضور کے وصال کی اطلاع آچکی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ شیخ صاحب تو مارے غم واندوہ کے حواس باختہ ہو رہے تھے…

وہ رات میرے لئے سخت کرب کی رات تھی۔ پچھلے پہر میں نے خواب میں دیکھا جس کی واضح تعبیر تھی کہ خلیفہ کا انتخاب ہو گیا ہے۔منتخب ہونے والے خلیفہ کی عمر 56 سال ہے اور ان کی طبیعت میں بہت رشد، حیا اور حلم ہے۔ صبح ہونے پر میں نے موجود احباب سے یہ ذکر کرکے اپنا اندازہ بیان کیا کہ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔حضور کی عمر کے متعلق صرف میرا اندازہ تھا کہ 56 سال کے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی ولادت 1909ء کی ہے یعنی آپ کی عمر انتخاب کے وقت پورے 56 سال تھی‘‘

(حیات ناصر صفحہ نمبر 364، 365 بحوالہ الفضل 12 نومبر 1965ء)

• مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں:

بہت ہی مزہ آیا 21 اور 22 مارچ 2022ء کے شمارہ جات پڑھ کر۔ مسیح موعودؑ نمبر کے لیے آپ نے جو یہ نیا طریق اختیار کیا ہے کہ بجائے ایک ہی شمارہ شائع کرنے کے اس کو کئی دنوں میں منقسم کر دیا ہے، اس نے تجسس اور دلچسپی بہت بڑھا دی ہے۔ نئے مضامین اور ممالک کے بارے میں جاننے کی جستجو نے آئندہ دنوں میں چھپنے والے شمارہ جات کا انتظار بہت دلچسپ کر دیا ہے۔ فی الحال 21 مارچ اور 22 مارچ، دونوں دنوں کے شماروں میں ایک سے بڑھ کر ایک مضامین اور اداریہ شامل تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے پھیلاؤ اور اس کی ترقی کے نئے پہلوؤں سے روشناس کرایا ہے۔

آپ نے روایتی موضوعات سے ہٹ کر نئے عنوانات پر جو خصوصی شمارے نکالنے کا سلسلہ جاری کیا ہے، وہ یقیناً بہت اچھا ہے اور اس سے اخبار کی وسعت اور جدت میں بہت اضافہ ہوا ہے نیز بہت سے نئے لکھاری سامنے آئے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، آپ کی سب ٹیم کو اور سب لکھنے والوں کو اس محنت کا بہترین اجر دے، آمین۔

• مکرم منور علی شاہد۔ جرمنی سے لکھتے ہیں:

21مارچ 2022ء کے اخبار الفضل آن لائن میں ’’یوم مسیح موعود نمبر 2022ء کا شاہکار موضوع‘‘ کے حوالے سے آپ کی تحریر پڑھی۔ اس بابرکت نمبر کے موقع پر 6 دن متواتر مضامین کی اشاعت ایک منفرد اور بہترین فیصلہ اور کاوش ہے۔ یقیناً خصوصی نمبر کے حوالے سے روزانہ کی بنیاد پر چھ دن مسلسل مضامین، تحریروں سے قارئین الفضل آن لائن کی روحانی پیاس کافی حد تک بجھ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کی پوری ٹیم کی ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ماشاء اللہ، ’’میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی نسبت سے مضامین ایک سے ایک بڑھ کر معلوماتی اور ایمان افروز ہیں۔مبارک ہو۔

• مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجانا، کینیڈا سے لکھتی ہیں:

بہت عمدہ مضامین آرہے ہیں ماشاء اللہ۔ بہت مزا آرہا ہے پڑھنے کا کہ کیسے کیسے دور دراز کے جزائر میں احمدیت کیسے پھیلی اور ترقیات اور وہاں کے عمومی حالات اور دیگر واقعات بہت ہی زبردست ہیں۔ ماشاء اللہ

• مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں:

خاکسار جب چھوٹا بچہ اور مرکز احمدیت میں رہائش پذیر تھا۔ تو گھر کے قریب کی مسجد بیت النصرت میں نماز کی ادائیگی کے لئے جاتا تھا وہاں ایک بینر لگا ہوا تھا جس پر درج تھا:

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

میں اپنی کم عمری کے باعث اس الہام کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا اور گھر آکر اپنے والدین سے اس بارے میں سوال کرتا تو وہ کہتے ’’جب تم سمجھ دار ہو جاؤ گے تو تمہیں اس کا مطلب سمجھ آجائیگا۔ ابھی اپنی پڑھائی پر دھیان دو۔‘‘ گو آج میرے والدین حیات نہیں مگر زندگی کے نشیب و فراز سے گزر کر اس دور میں جب میں جماعت کی ترقیات کا نظارہ تمام دنیا میں دیکھتا ہوں تو اس الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی اصل حقیقت مجھ پر کھل جاتی ہے۔ الفضل آن لائن بھی اس الہام کا مطلب سمجھانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن جرمنی

یوم مصلح موعودؓ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نوئے ویڈ (Neuwied) کو مورخہ 20 فروری 2022ء بروز اتوار یوم مصلح موعود منانے کی توفیق ملی۔ جلسہ 3 بجے بعد نماز ظہر وعصر مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت شروع ہوا۔

اجلاس کے ایجنڈے میں تلاوت قرآن کریم، پیشگوئی مصلح موعود وڈیو کلپ، 2 نظمیں، 2 جرمن تقاریر، 2 اردو تقاریر، اور آخر میں اعلانات و دعا شامل تھے۔ مکرم حافظ نعمان طاہر صاحب ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ نے سورۃ الصّفّ آیت 7 تا 10 کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیں اور اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ جرمن ترجمہ عزیزم مفلح روحان خالد صاحب ناظم عمومی نے پیش کیا۔

اس کے بعد وڈیو کلپ کی صورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے پیشگوئی مصلح موعودؓ احباب جماعت کی سنائی گئی۔

مکرم مصباح الرحمان ثاقب صاحب سیکرٹری جنرل نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک منظوم اردو کلام از درثمین نہایت ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ نظم کا جرمن ترجمہ عزیزم ایقان ناصر صاحب نائب ناظم تجنید نے پیش کیا۔ پہلی اردو تقریر مکرم رانا فاروق اعظم صاحب سیکرٹری تربیت کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا''۔

جرمن زبان میں پہلی تقریر مکرم مامون طاہر صاحب نائب ناظم تبلیغ نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کا پس منظر اور مقصد''۔

دوسری اردو نظم از ''کلام محمود'' عزیزم سفیر احمد سوئل صاحب ناظم اطفال نے نہایت ترنم سے پڑھ کر سنائی اور اس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا۔

دوسری جرمن تقریر مکرم اسد عالم سوئل صاحب نائب قائد کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''سیرت حضرت مصلح موعودؓ''۔

اختتامی تقریر خاکسار (ریاض محمود باجوہ) کی تھی۔ جس میں خاکسار نے دعویٰ مصلح موعود اور اس سلسلہ میں ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں ہونے والے جلسوں کی تفصیل بیان کی۔

ازاں بعد مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت نے بعض ضروری اعلانات کئے۔

2 گھنٹے تک جاری رہنے والے اس مبارک جلسہ کا اختتام دعا سے ہوا، جو خاکسار نے کرائی۔

یہ اجلاس آن لائن (ویبکس) پر ہوا۔ البتہ اجلاس میں حصہ لینے والوں کا انتظام ''بیت الرحیم'' نوئے ویڈ میں کیا گیا تھا۔ باقی احباب جماعت نے اپنے گھروں میں رہ کر اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس کی مجموعی حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے 250 کے قریب تھی۔

فقہی کارنر

رمضان، جہنم اور شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان 1899ء)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان نکاح

• مکرم احمد عدنان ہاشمی نمائندہ الفضل آن لائن۔ کینیا اعلان بھجواتے ہیں:

عزیزہ نائلہ طارق بنت مکرم مولانا طارق محمود ظفر، امیر و مبلغ انچارج۔ کینیا کا نکاح عزیزم مظہر اقبال ابن مکرم ظفر اقبال آف ٹورنٹو۔ کینیڈا سے مورخہ 25 فروری 2022ء کو بمقام احمدیہ مسلم مشن۔ نیروبی، کینیا میں پڑھا گیا۔

یہ نکاح مکرم مولانا ملک بشارت احمد مبلغ سلسلہ۔ نیروبی ریجن نے پڑھایا۔

قارئین الفضل سے درخواستِ دعا ہے کہ یہ رشتہ ہر دو خاندان کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو، نیز اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے تمام دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے طرفین کو مبارکباد پیش ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

''آپ یہ کر سکتے ہیں'' یہ ایک ایسا جادوئی جملہ ہے۔ جو کچھ نہ کر سکنے والے کو کچھ کرنے کا حوصلہ اور تھوڑی سی ہمت دِکھانے والوں کو مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ دِلاتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ہمیشہ اُن لوگوں میں سے بنیں جو حوصلہ افزائی کے ذریعے کھڑے ہوؤں کو چلنے اور چلنے والوں کو دوڑنے کا جذبہ عطا کر دیں۔

مرسلہ: ثمرہ خالد جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

05اپریل 2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:53	18:37
مدینہ منورہ	04:51	18:39
قادیان	04:49	18:51
ربوہ	04:29	18:30
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:00	19:42